ادبیات

نذرِ غالب

(جناب الم مظفر نگری)

وہ نگاہیں یوں علاجِ دردِ پنہاں ہو گئیں — میری نظروں سے ملیں اور پیوستِ رگِ جاں ہو گئیں
بجلیاں پھر طور پر شاید نمایاں ہو گئیں — میرے غم خانے کی سب شمعیں فروزاں ہو گئیں
ضبطِ غم کی کوششیں مرنے کا ساماں ہو گئیں — گھٹتے گھٹتے ۔ دل میں آہیں کاہشِ جاں ہو گئیں
دیکھیں وہ کیا حریمِ حسن کی تابانیاں — جو نگاہیں پردۂ جلوہ سے حیراں ہو گئیں
قید میں بھی اشکِ رنگیں نے سجا دی ہے بہار — سب قفس کی تیلیاں شاخِ گلستاں ہو گئیں
وقتِ ماتم بھی وہ، ہم چپ، اہلِ میت بیقرار — کون ان سے یہ کہے زلفیں پریشاں ہو گئیں
چند تصویریں ازل میں تھیں جو محفوظِ حجاب — میری خاطر رونقِ بازارِ امکاں ہو گئیں
ساحلِ مقصد پہ جا پہنچی ہیں وہ سب کشتیاں — ناخدا کہتا ہے جن کو غرقِ طوفاں ہو گئیں
ہم کہاں اب قیدِ جسم میں کہ اے جوشِ جنوں — جسم کی ساری رگیں زنجیرِ زنداں ہو گئیں
[illegible] وحشی کی مشیتیں گلکاریاں ممکن نہیں — یہ بہاریں وہ ہیں جو پابندِ زنداں ہو گئیں
کل عدم میں چھوٹتا قیدِ قفس سے ہم صفیر — گلشنِ ہستی کی بنیادیں بھی ویراں ہو گئیں
کام آئیں حشر کے دن عشق کی ناکامیاں — اے زہے قسمت جوابِ فردِ عصیاں ہو گئیں
اس چمن میں کس طرح ٹھہریں بتا اے ہم نوا — جب فضائیں بھی یہاں کی دشمنِ جاں ہو گئیں

کامگارِ زندگی میں جبرِ فطرت سے الم
جتنی تدبیریں تھیں سب تقدیرِ انساں ہو گئیں